

سلسلة التحقيق الرحيق

في

أحاديث الحبيب الحقيق

مرتب
مؤلف
محمد
داود بن كاسم العالبي



اداره اشاعه العلوم
وسن لپوره لاهور

(1)

سلسلۃ التحقیق الرحیق فی آحادیث الحبیب الحقیق

فرمان نبوی

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کا سواری کا جانور بیابان میں بھاگ جائے اور تمہیں (مدد کے لیے) کوئی دکھائی نہ دے تو تمہیں چاہیے کہ کہو: یا عباد اللہ اُعینونی: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، چنانچہ فوراً مدد کیا جائیگا:

مرتبہ

حضرت صاحبزادہ مولانا محمد عمر دامت برکاتہم العالیہ

ادارہ اشاعت العلوم

صوفی صاحب والی مسجد و سنپورہ لاہور

اَللّٰهُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نام کتاب	سلسلہ التحقیق الرقیق فی احادیث الحلیب الحقیق
موضوع	تحقیق حدیث
مرتبہ	حضرت صاحبزادہ مولانا محمد عمر دامت برکاتہم العالیہ
صفحات	۲۳
تاریخ اشاعت	۱۱ رذیقعدہ ۱۴۳۲ھ / ۱۰ اکتوبر ۲۰۱۱ء
ناشر	ادارہ اشاعت العلوم و سن پورہ لاہور

ملنے کا پتا

ادارہ اشاعت العلوم

جامع مسجد حنفیہ (صوفی صاحب والی) سن پورہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده لا نبي بعده
وعليه وعلى آله واصحابه وعلى جميع الانبياء صلاته وسلامه
اما بعد !

ثنائے پروردگار عالم اور درود و سلام پر فرج موجودات عالم کے بعد عرض ہے کہ اہل السنّت
والجماعت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے چودہ سو سال سے اپنے رب عزوجل کے قرآن اور اس کے
محبوب مکرم کے فرمان کو سینہ سے لگائے ہوئے اور آئمہ دین متین اور علماء حق و یقین کے اقوال
وافعال کو حور و جان و ایمان بنائے ہوئے ہیں لیکن افسوس صد افسوس کہ اس امت میں ایک ایسا فتنہ
مولود ہوا جس نے قرآن و سنت اور اصلاح امت کا مصنوعی جامہ پہن کر تمام اہل اسلام کے آئمہ
کرام، علماء و صلحاء و عوام پر بدعت اور شرک کا فتویٰ صادر فرما کر ایک فتنہ عظیم کی بنیاد رکھی جس سے
امت مسلمہ کو تقریباً تین سو سال سے جس نقصان کا سامنا کرنا پڑا ہے وہ سب عالم اسلام پر روز
روشن کی طرح واضح ہے اور ہر ملک و قوم کے اہل السنّت والجماعت کے علماء و صلحاء نے اپنے دائرہ
اختیار کے مطابق اس فتنہ و رندہ سے امت کو آگاہ کیا بلکہ ہمارے بے عیب مخبر غیب نبی ﷺ نے
گیارہ سو سال قبل ہی خطہ نجد کے لیے دعاء رحمت و برکت نہ فرما کر ساری امت کو آگاہ فرمادیا اور
فرمایا: **يُطْلَعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ**: اس نجد سے شیطان کا سینکھہ نکلے گا (رواہ البخاری والمسلم)
اور یہ مختصر رسالہ بھی اسی سلسلہ آگاہی کی ایک کڑی ہے، اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعاء و التّجاء
ہے کہ وہ اپنے محبوب کی امت کو ہر قسم کے فتنہ و فساد سے محفوظ و مأمون فرمائے اور فقیر کی اس حقیر
کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین۔

ہر دور کے محدثین و محققین کے درمیان ایک حدیث رحمتہ للعالمین آج تک کتب میں موجود اور خارج میں معمول رہی ہے، جو کہ تین مختلف صحابہ سے مختلف اسناد کے ساتھ مختلف کتب میں مختلف الفاظ کے ساتھ ایک ہی مفہوم و مضمون لیے ہوئے ہے جس پر آج تک کے تمام علماء عالمین و صلحاء کا ملین نے اعتماد کیا اور اسے شہائد و مصائب میں اختیار کیا چونکہ اس حدیث کا مفہوم مذکورہ فتنہ پرداز گروہ کے لیے زہر قاتل ہے اس لیے اس پر نعمت حدیث کی خوب بڑھ چڑھ کر مذمت کی گئی اور اسے ضعیف الایمان والیقین لوگوں نے ضعیف قرار دے کر اپنے تئیں دنیا میں چھٹکارہ اور آخرت میں خسارہ حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے تاکہ امت مسلمہ پر لگائے گئے شرک و بدعت کے جھوٹے پرچم کو سہارا دیا جاسکے۔ لیکن حقیقت پر پردہ ظلمت ٹھہر نہیں سکتا، رات دن کا خالق و مالک اپنی کمال رحمت سے ہمیشہ جہان کو صبح کے نور سے ظلمت کی تاریکیوں سے نجات دلاتا چلا آ رہا ہے۔

میری مراد وہ حدیث ہے جسے تین صحابہ سے یعنی عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس اور عتبہ بن غزوہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا گیا ہے ملاحظہ فرمائیے:

(وہ حدیث جو کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے)

(۱)۔ ۵۲۶۹ حدیثنا الحسن بن عمر بن شقیق حدثنا معروف بن حسان عن سعید عن قتادة عن بن بريدة عن عبد الله بن مسعود انه قال قال رسول الله ﷺ اذا انفلت دابة أحدكم بأرض فلاة فليناد يا عباد الله احبوا يا عباد الله احبوا فان لله حاضرا في الأرض سيحبسه (مسند أبي يعلى: ۱۷۷/۹) یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: جب تم میں سے کسی کی سواری بیابان میں چھوٹ جائے تو اسے چاہیے کہ کہے: یا عباد اللہ احبوا! اے اللہ کے بندو! اے روکو! اے اللہ کے بندو! کیونکہ اللہ کے حکم سے ہرزین میں بندہ موجود ہے جو کہ اسے روک دیگا۔

اس حدیث کو ابو یعلیٰ احمد بن علی تمیمی موصلی نے روایت کیا ہے جن کے بارے میں ابن حبان اپنی کتاب الثقات میں یوں فرماتے ہیں: آپ روایات میں مضبوط اور اسباب طاعات اور دین کے احکامات پر تعمق کرنے والے ہیں۔

(۲)۔ باب ما يقول اذا انفلت الدابة: یہ باب اس بیان میں ہے کہ جب

سواری چھوٹ بھاگے تو کیا کہے: أخبرنا أبو يعلى ثنا الحسن بن عمر بن شقيق ثنا معروف بن حسان ثنا أبو معاذ السمرقندي عن سعيد عن قتادة عن بن بريدة عن أبيه عن عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله ﷺ اذا انفلت دابة أحدكم بأرض فلاة فليناد يا عباد الله احبوا فان لله عز وجل في الارض حاضرا سيحبسه، (عمل اليوم والليلة لابن السني: ۱/۵۶۱) یعنی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: جب تم میں سے کسی کی سواری بے آباد زمین میں چھوٹ بھاگے تو اسے چاہیے کہ نداء کرے: اے اللہ کے بندو! اسے روکو، کیونکہ اللہ عز و جل کے حکم سے ہرزین میں بندہ موجود ہے جو جلد ہی اسے روک دیگا۔

اس حدیث کو ابو بکر احمد بن محمد المعروف ابن السنی نے اپنی کتاب عمل الیوم والليلة میں روایت کیا ہے جن کے بارے میں ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں کہ ان کے بیٹے علی بن احمد نے بیان کیا کہ میرے والد رحمہ اللہ حدیث لکھ رہے تھے کہ قلم کو دوات میں رکھا اور ہاتھ اٹھا کر اللہ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہوئے واصل حق ہوئے، اللہ تعالیٰ ان پر رحمتیں نازل فرمائے۔

(۳)۔ ۱۰۵۱۸: حدثنا ابراهيم بن نائلة الأصبهاني ثنا الحسن بن عمر

بن شقيق ثنا معروف بن حسان السمرقندي عن سعيد بن أبي عروبة عن قتادة عن عبد الله بن بريدة عن عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله ﷺ اذا انفلت دابة أحدكم بأرض فلاة فليناد يا عباد الله احبوا على يا عباد الله احبوا على فان لله في الارض حاضرا سيحبسه عليكم (المعجم الكبير للطبرانی: ۲۱۷/۱۰) یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا

رسول اللہ ﷺ نے: جب تم میں سے کسی کی سواری بے آباد زمین میں چھوٹ بھاگے تو اسے چاہیے کہ نداء کرے: اے اللہ کے بندو! اے روکو، اے اللہ کے بندو! اے روکو، کیونکہ اللہ عزوجل کے حکم سے ہر زمین میں بندہ موجود ہے جو جلد ہی اسے تم پر روک دیگا۔

اسے ابو القاسم سلیمان بن احمد لکھی شامی طبرانی نے اپنی معجم کبیر میں روایت کیا ہے اور امام ذہبی نے آپ کو سیر اعلام النبلاء میں امام حافظ لغت رجال جوال محدث اسلام صاحب المعجم کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔

(۴)۔ ابو شجاع الدیلمی الحمصانی نے اسے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہی الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے (مسند الفردوس بماثور الخطاب: ۳۳۰/۱)

(۵)۔ شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی نے اس حدیث کو یوں نقل کیا ہے: باب ما یقول اذا انفلتت دابته: یعنی جب سواری چھوٹ بھاگے تو اس کا مالک کیا کہے: پھر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ابو یعلیٰ بن یعلیٰ (المطالب العالیہ: ۳۳۱/۱)

(۶)۔ امام جلال الدین سیوطی نے یہی روایت ابن السنی اور طبرانی کے حوالے سے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرمائی ہے، (الفتح الکبیر: ۸۴۱/۱)

(۷)۔ اسی حدیث کو علی بن ابی بکر الہیثمی نے عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو یعلیٰ اور طبرانی کے حوالے سے نقل کرنے کے بعد لکھا ہے وفیہ معروف بن حسان وهو ضعیف: اس حدیث کی سند میں معروف بن حسان ضعیف ہے۔

امام محی الدین یحییٰ بن شرف نووی فرماتے ہیں کہ اس باب میں کہ جب سواری کا جانور چھوٹ جائے تو مالک کیا کہے: بہت سی مشہور احادیث ہیں، ان میں سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت ابن السنی کے حوالے سے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ہمارے شیوخ میں سے بعض نے مجھ سے بیان کیا جن کا شمار کبار علماء میں ہوتا ہے کہ ان کی سواری بدک بھاگی شاید وہ ٹچر تھی اور وہ اس حدیث کو جانتے تھے تو انہوں نے اس حدیث کے مطابق یا عباد اللہ احسبوا کہا تو اللہ تعالیٰ نے اس سواری کو فوراً ان کے لیے ٹھہرا دیا اور ایک مرتبہ میں بھی ایک جماعت کے

ساتھ تھا کہ سواری کا جانور بدک بھاگا اور وہ لوگ اس کے پکڑنے سے عاجز ہوئے تو میں نے یہی یا عباد اللہ احسبوا کہا تو وہ سواری کا جانور بغیر کسی اور سبب، صرف اس کلام کے کہنے سے فوراً رک گیا۔ (کتاب الاذکار: ۱۷۷/۱)

(وہ حدیث جو کہ عتبہ بن غزو ان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے)

(۸)۔ حدثنا الحسین بن اسحاق التستری ثنا احمد بن یحییٰ الصوفی ثنا عبد الرحمن بن سہل حدثنی ابی عن عبد اللہ بن عیسیٰ عن زید بن علی عن عتبہ بن غزو ان عن نبی اللہ ﷺ قال اذا اضل احدکم شیئاً أو اراد احدکم عوناً وهو بأرض لیس بها أنیس فلیقل یا عباد اللہ أعینونی یا عباد اللہ أعینونی فان للہ عباداً لا نراهم وقد جرب ذلك: یعنی عتبہ بن غزو ان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم جائے یا تم میں سے کوئی مددکار اراد رکھتا ہو اور وہ ایسی جگہ ہو جہاں اس کے لیے کوئی ساتھی نہیں تو اسے چاہیے کہ کہے: یا عباد اللہ أعینونی: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔

اس حدیث کو ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں یہ حدیث تجربہ شدہ ہے۔ (المعجم الکبیر: ۱۷۷/۱)

(۹)۔ محدث الہیثمی یہی مذکورہ بالا حدیث عتبہ بن غزو ان سے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: اسے طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس حدیث کے رجال میں سے بعض پر ضعف کے ساتھ ان کی توثیق کی گئی ہے، مگر یزید (زید) بن علی وہ ہیں جنہوں نے عتبہ کو نہیں پایا۔ (مجمع الزوائد: ۱۳۲۱/۱)

ملا علی قاری کی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وفی الحصن وان اراد عوناً فلیقل یا عباد اللہ أعینونی ثلاثاً رواہ الطبرانی عن زید بن علی عن عتبہ بن غزو ان عن نبی اللہ ﷺ انه قال: الحدیث: یعنی حصن میں ہے: اور اگر کسی مددکار ارادہ ہو تو چاہیے کہ تین مرتبہ کہے: یا عباد اللہ أعینونی: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو: اسے طبرانی نے زید بن علی سے وہ عتبہ بن غزو ان سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں: الحدیث: پھر فرماتے ہیں: بعض علماء ثقات نے کہا

ہے: ہذا حدیث حسن یحتاج الیہ المسافرون: یہ حدیث حسن ہے، مسافروں کو اس کی ضرورت ہے۔ بعض مشائخ سے مروی ہے کہ یہ تجربہ شدہ حدیث ہے جس کے سبب وہ حج کی فضیلت کو پہنچ پائے۔ (مرقاۃ المفاتیح: ۳۵۲/۵)

(وہ حدیث جو کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے)

(۱۰)۔ اس حدیث کو امام ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالحق العسکری المزہار نے یوں روایت کیا ہے: حدثنا موسیٰ بن اسحق قال نا منجاب بن الحارث قال نا حاتم بن اسامیل عن أسامة بن زید عن أبان بن صالح عن مجاهد عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما أن رسول اللہ ﷺ قال ان لله ملائكة في الأرض سوى الحفظة يكتبون ما سقط من ورق الشجرة فإذا أصاب أحدكم عرجة بأرض فلاة فليناد أعينوا عباد الله: یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے کچھ ملائکہ زمین میں محافظوں کے علاوہ ہیں جن کا کام درختوں سے گرنے والے پتوں کو لکھنا ہے چنانچہ جب تم میں سے کسی کو دوران سفر یہاں میں کوئی مصیبت آپڑے تو اسے چاہیے کہ ندا کرے: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، پھر امام ہزار فرماتے ہیں: ہم نے نبی ﷺ سے اس قسم کلام ان الفاظ کے ساتھ نہیں جانا مگر اسی طریق اور اسی اسناد کے ساتھ۔ (مسند الزہری: ۱۸۱/۱۱)

(۱۱) امام بیہقی نے اس حدیث کو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے موقوف یوں روایت کیا ہے: أخبرنا علی بن أحمد بن عبدان ثنا أحمد بن عبيد الصفار ثنا عبيد بن شريك ثنا بن أبي مريم ثنا عبد الله بن فروخ أخبرني أسامة بن زید حدثني أبان بن صالح عن مجاهد عن ابن عباس قال ان لله عز وجل ملائكة سوى الحفظة، الحديث: (شعب الایمان: ۱۸۳/۱)

(۱۲)۔ محدث ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ جو کہ شیوخ امام بخاری سے ہیں وہ اس حدیث کو مرسل روایت کرنے کے بعد مرفوعاً بھی روایت کرتے ہیں جیسا کہ ہم ذکر کریں گے اور یہ اس حدیث کا سب سے قدیم ماخذ ہے: ۲۹۸۱۹ حدثنا یزید بن ہارون قال أخبرنا

محمد بن اسحاق عن أبان بن صالح أن رسول الله ﷺ قال اذا نفرت دابة أحدكم أو بعير بفلاة من الارض لا يري بها أحد فليقل أعينوني عباد الله فانه سيعان: یعنی ابان بن صالح سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کا جانور یا اونٹ بدک کر بھاگ جائے اور تم یہاں میں ہو اور کوئی شخص تمہیں دکھائی نہ دے تو تمہیں چاہیے کہ کہو: اعینونی یا عباد اللہ: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، تو جلد ہی اس کی مدد کی جائے گی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۱۰۳/۶)

امام راوی نے اس حدیث لفظ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنی تفسیر میں استناد ایوں بیان کیا ہے: وعن ابن عباس قال ان لله ملائكة سوى الحفظة يكتبون ما يسقط من ورق الاشجار فاذا أصاب أحدكم حركة بأرض فلاة فليناد أعينوا عباد الله يرحمكم الله. (التفسير الكبير: ۱۵۰/۲)

آئیے اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ یہ حدیث سند اور متن کے اعتبار سے صحیح ہے یا حسن، ضعیف یا موضوع کیونکہ طائفہ نجد یہ نے اس حدیث کو ضعیف بلکہ باطل کہہ کر دنیا و آخرت کے خسارے کا سامان کیا ہے چونکہ محدثین کے نزدیک عقائد میں قابل حجت صرف صحیح یا حسن حدیث ہی ہے اس لیے ہم پہلے اس حدیث کی سند کے متعلق معلومات فراہم کرنے کے بعد اس کے متن کی صحت پر دلائل پیش کریں گے۔

(اسناد کے اعتبار سے یہ حدیث حسن ہے)

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث جسے ابویعلیٰ موصلی نے اپنی مسند میں اور ابن السنی نے عمل الیوم واللیلۃ میں اور طبرانی نے اسے اپنی معجم کبیر میں ذکر کیا ہے اس کی سند میں معروف بن حسان ضعیف ہے اور ابن السنی کی اسناد کے علاوہ میں انقطاع بھی ہے کیونکہ عبد اللہ بن بریدہ اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان انقطاع ہے جو کہ ابن السنی کی اسناد میں اتصال کے ساتھ ہے یعنی ثن ابن بریدہ عن ابیہ (بریدۃ بن الحصیب) عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ: رہا معروف بن حسان کا ضعیف ہونا جیسا کہ امام بیہقی نے مجمع الزوائد میں

کہا ہے اور راوی کے ضعیف ہونے سے حدیث پر ضعف کا حکم ہوگا جب کہ اس کے لیے دیگر شواہد موجود نہ ہوں لیکن اس حدیث کے لیے شواہد روایات موجود ہیں جو کہ دیگر صحیح اور حسن اسناد کے ساتھ موجود ہیں یعنی طبرانی کی وہ روایت جو کہ عتبہ بن غزوہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے اگرچہ اس میں انقطاع ہے کیونکہ زید بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عتبہ بن غزوہ کو نہیں پایا جیسا کہ امام بیہقی نے مجمع الزوائد میں ذکر کیا ہے لیکن یہ روایت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے لیے تقویت کا باعث ہے اور وہ روایت جو کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جسے طبرانی نے روایت کیا اس کے رجال ثقہ ہیں جیسا کہ مجمع الزوائد میں امام بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل کرنے بعد کہا ہے: رواہ الطبرانی ورجالہ ثقات: اسے طبرانی نے روایت کیا ہے اس کے رجال ثقہ ہیں (مجمع الزوائد: ۱۳۲۱۰) اور پھر مصنف ابن ابی شیبہ کی وہ روایت جو کہ ہم ذکر کر آئے جس کی اسناد یوں ہے: حدثنا یزید بن ہارون قال أخبرنا محمد بن اسحاق عن أبان بن صالح أن رسول الله ﷺ قال إذا نفرت دابة أحدكم، الجديث؛ اگرچہ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ اور رجال بخاری میں سے ہیں لیکن یہاں یہ حدیث ارسال کے ساتھ ہے مگر دیگر محدثین مثلاً امام بیہقی نے شعب الایمان میں (۱۸۳۱) اور امام بزار نے المحرر الخارعی مسند الخواری میں (۱۸۱۱) نقل کیا ہے کہ ابان بن صالح نے اس روایت کو مجاہد سے اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے اور یہ علم حدیث کا قاعدہ ہے کہ جب مرسل روایت کی تصریح ہو جائے کہ اوپر کے راوی ثقہ ہیں تو وہ غیر مقبول سے مقبول بن جاتی ہے۔ یوں ہی ابن ابی شیبہ نے دوسری جگہ اس حدیث کو اتصال کے ساتھ بھی ذکر کیا ہے: حدثنا ابو خالد الأحمر عن أسامة عن أبان بن صالح عن مجاهد عن بن عباس قال ان لله ملائكة سوى الحفظة، الحديث (مصنف ابن ابی شیبہ: ۹۱۶۰) اس حدیث کی یہ بہترین سند ہے کیونکہ:

۱- ابو خالد سلیمان بن حیان الاحمر کے بارے میں ابن ابی حاتم الرازی فرماتے ہیں: قال علی بن المدینی أبو خالد الأحمر ثقة: علی بن مدینی نے ابو خالد الاحمر کو ثقہ کہا ہے اور محمد بن

یزید الرفاعی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ابو خالد ثقہ مامون ہیں اور عثمان بن سعید الداری فرماتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین سے ابو خالد الاحمر کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: لیس بد بأس: اس کے ساتھ کوئی حرج نہیں (الجرح والتعديل: ۱۰۶۳)؛ پھر محمد بن طاہر قیسرانی نے تذکرة الحفاظ میں انہیں یوں ذکر کیا ہے: أبو خالد الأحمر الحافظ الصدوق سليمان بن حيان الأزدي الكوفي. پھر فرماتے ہیں کہ ان سے امام احمد بن حنبل وغیرہ ایک گروہ نے روایت کیا اور ایک جماعت نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے اور ابو حاتم نے انہیں صدوق کہا ہے اور میں کہتا ہوں آپ مشہور محدثین میں سے ہیں (تذکرة الحفاظ: ۲۷۲۱)؛ پھر امام ذہبی نے کتاب من تکلم فیہ میں لکھا ہے: سليمان بن حيان أبو خالد الأحمر ثقہ مشہور ہیں صرف ابن معین نے انہیں لیس بحدہ کہا ہے (من تکلم فیہ: ۹۲۱)؛ پھر سیر اعلام النبلاء میں امام ذہبی نے ان کا یوں ذکر کیا ہے: الامام الحافظ سليمان بن حيان الأزدي الكوفي پھر فرماتے ہیں علی نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے اور ابو حاتم نے صدوق کہا ہے اور ایک جماعت نے ان کی توثیق کی ہے، ابن معین نے صدوق و لیس بحدہ کہا ہے ابن عدی نے ان کی متابعت کی ہے، معاویہ بن صالح نے ابن معین سے ثقہ و لیس ثبت نقل کیا ہے، میں (الذہبی) کہتا ہوں: محدثین کا ان کے بارے میں اس قسم کا کلام ان کی ایک لغزش کی وجہ سے تھا اور وہ یہ کہ آپ نے ابراہیم بن عبد اللہ بن حسن کے ساتھ خروج کیا اور آپ کی حدیث سے سب احادیث کی اصل کتب میں حجت پکڑی گئی ہے (سیر اعلام النبلاء: ۱۹۰۹) اور آپ رجال البخاری والمسلم سے ہیں، صحیح بخاری میں آٹھ اور صحیح مسلم میں اڑتیس احادیث مروی ہیں۔

۲- اسامہ بن زید بھی ثقہ ہیں جرح و تعدیل میں اختلاف کے ساتھ جیسا کہ امام ذہبی نے میزان الاعتدال میں لکھا ہے: یحییٰ بن معین نے انہیں ثقہ اور یحییٰ القطان ضعیف قرار دیا ہے اور نسائی نے لیس بالقوی کہا ہے، ابن جوزی کہتے ہیں: ابن معین سے ان کے بارے میں تین مختلف روایات ہیں ایک میں ثقہ صالح اور دوسری میں ان کے ساتھ کوئی حرج نہیں اور تیسری میں ترک حدیث باخرة اور یحییٰ بن سعید کے لیے یہی آخری قول صحیح ہے عباس اور احمد بن ابی مریم نے یحییٰ سے ان کا ثقہ ہونا روایت کیا ہے اور ابن ابی مریم نے ثقہ کے ساتھ لفظ حجت کا بھی اضافہ کیا

ہے (میزان الاعتدال: ۳۲۳/۱)؛ یاد رہے کہ تابعین کے بعد بہت کم لوگ ہیں جن کے بارے میں جرح و تعدیل میں کوئی اختلاف نہیں لحداجب کسی راوی کے بارے میں اس قسم اختلاف ہو تو اس کے ثقہ یا غیر ثقہ ہونے میں اس فن کے علماء کا فیصلہ دیکھنا ہوگا: امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے عبد اللہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان سے اسامہ بن زید کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: اسامہ بن زید کی نافع سے مناکیر روایات ہیں، تو میں نے کہا وہ تو حسن الحدیث تو آپ نے فرمایا: تم ان احادیث میں غور کرو تو کمرۃ جان جاؤ گے (البحر والتعدیل: ۲۸۴/۲) لیکن یہ ان کی نافع سے مرویات کے بارے میں ہے؛ پھر امام ذہبی نے ان کے بارے میں اپنی کتاب من تظم فیہ میں فیصلہ سناتے ہیں: اسامہ بن زید صدوق قوی الحدیث ہیں امام مسلم نے ان سے شواہد اور متابعات کا اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے اور ظاہر یہی ہے کہ آپ ثقہ راوی ہیں (من تظم فیہ: ۴۱۶/۱)، پھر ابوالحسن العسلی نے معرفۃ الثقات میں لکھا ہے: ۶۱ اسامہ بن زید اللیثی ثقہ (معرفۃ الثقات: ۲۱۶/۱)؛ امام بخاری نے اپنی صحیح میں ایک جگہ ان سے متابعت روایت کی ہے اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں ان سے پچیس جگہ استصحاب روایت کو نقل کیا ہے۔

۳- ابان بن صالح ابوبکر تابی متفق علیہ ثقہ ہیں جیسا کہ ابوزرعة اور یحییٰ بن معین وغیرہ نے کہا ہے اور آپ رجال بخاری وغیرہ میں سے ہیں، امام بخاری نے ان سے اپنی صحیح میں چار جگہ روایت کو نقل کیا ہے۔

۴- مجاہد بن جبر ابوالحجاج تابی مشہور عالم التفسیر اور متفق علیہ ثقہ ہیں اور رجال اصحاب ستہ سے ہیں۔

۵- ابن عباس یعنی عبد اللہ بن عباس مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔ چنانچہ اس باب میں سند کے اعتبار سے یہ حدیث عمدہ اور حسن لذاتہ ہے صرف اس وجہ سے کہ اسامہ بن زید کے تام الضبط ہونے میں کمی ہے اور حسن لذاتہ بالاتفاق مقبول ہے اس کے ساتھ ساتھ دیگر شواہد احادیث اس کے لیے تقویت کا باعث بھی ہیں لیکن طاہرہ جیدہ اس حدیث کو صرف ضعیف ہی نہیں بلکہ باطل قرار دینے پر تلے ہوئے ہیں جیسا کہ تیسیر العزیز الحمیدی فی شرح

کتاب التوحید میں سلیمان بن عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب نے لکھا ہے: قال السیوطی حدیث ضعیف وأقول بل هو باطل: امام سیوطی نے حدیث کو ضعیف کہا ہے اور میں کہتا ہوں بلکہ یہ باطل ہے (تیسیر العزیز الحمیدی شرح کتاب التوحید: ۲۱۸/۱)؛ اول تو کہاں امام سیوطی نے اسے ضعیف کہا ہے جبکہ امام سیوطی نے اپنی کتاب الجہانک میں اسی حدیث کو فصل: الملائکۃ الملوکون بورق الشجر کے تحت ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں جو شخص اس طرح پکارے ان شاء اللہ مدد کیا جائے گا (الجہانک فی أخبار الملائک: ۱۰۵/۱-۱۱۰) اور پھر ناصر الدین البانی جو کہ ان کے اپنے طاہرہ کا شخص ہے وہ بھی اس حدیث کو دیکھ کر بوکھلایا ہوا نظر آتا اس نے سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فوراً ہی ضعیف کا حکم لگا دیا جیسا کہ ان کی عادت قدیمہ ہے پھر بات نہ بن پڑنے پر کبھی حسن کہا اور کبھی صحیح کہنے کے لیے رضامند نظر آتے ہیں جیسا کہ خود ہی تحریر فرماتے ہیں: قال الحافظ کما فی شرح ابن علان: هذا حدیث حسن الاسناد غریب جدا (۱۵۱/۵)؛ یعنی حافظ ابن حجر عسقلانی نے تخریج الاذکار میں کہا ہے: اس حدیث کی اسناد حسن اور غریب ہیں؛ البانی نے یہ بھی لکھا ہے: حسن الاسنادی ایضاً فی الابتناج: اسے امام سخاوی نے بھی الابتناج میں حسن قرار دیا ہے؛ پھر البانی نے یہ بھی لکھا ہے: وقال الصیثی رجالہ ثقات: ابوبکر البیہمی نے اس کے رجال کو ثقہ کہا ہے (سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ: ۱۱۰/۲) حالانکہ اسی کتاب کے پچھلے صفحہ پر اسی مضمون کی دوسری حدیث کو بھی ضعیف لکھا، کوئی تو ان سے پوچھے کہ ایک ہی مضمون کی ضعیف اور حسن حدیث موجود ہو تو حسن حدیث کی تقویت سے وہ ضعیف بھی حسن میں شمار ہوتی ہے جیسا کہ علم حدیث کا قاعدہ ہے اور اس بات سے ہر ذی علم خوب اچھی طرح سے واقف ہے اور تمام مفسرین و محققین کی کتب اس قسم کی مثالوں سے بھری پڑی ہیں مثلاً ابوبکر عمرو بن ابی عاصم الضحاک اپنی کتاب السنۃ میں لکھتے ہیں: ثنا الحسن بن علی ثنا یزید بن ہارون أنا سعید بن ذری عن الحسن بن عکب بن عاصم الأشعری سمع النبی ﷺ يقول ان الله تعالى أجار أمتی من أن تجتمع علی ضلالة، حدیث حسن اسنادہ ضعیف سعید بن ذری منکر الحدیث، الحسن مدلس وقد عنعنہ لکن

الحديث يتقوى بما بعده وقد خرجتها في الصحيحة ويأتي له طريق أخرى
عن كعب بن عاصم ثنا محمد بن علي بن ميمون ثنا أبو أيوب سليمان بن
عبيد الله ثنا مصعب بن إبراهيم عن سعيد بن أبي عروبة عن قتادة عن أنس
بن مالك أن النبي ﷺ كان يقول ان الله قد أجاز أمتي أن تجتمع على ضلالة؛
حديث حسن اسناده ضعيف مصعب بن إبراهيم منكر الحديث أيضا لكنه
يتقوى بما قبله (كتاب السنة لابن أبي عاصم: ۳۱/۱) یعنی بیان کیا ہم سے حسن بن علی نے ان
سے یزید بن ہارون نے، انہیں خبر دی سعید بن زبیری نے حسن سے وہ کعب بن عاصم اشعری سے
روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت کو اس
بات سے محفوظ رکھا ہے کہ وہ گمراہی پر اکٹھا ہو جائے؛ یہ حدیث حسن ہے حالانکہ اس کی اسناد میں
ضعف ہے سعید بن زبیری منکر الحدیث اور الحسن راوی مدلس کی وجہ سے کیونکہ انہوں نے اسے معتمد
کے ساتھ ذکر کیا ہے لیکن اس حدیث کو بعد میں آنے والی حدیث سے تقویت پہنچتی ہے اس وجہ
سے میں نے اسے صحیحہ میں نکالا ہے اور اس کے لیے دوسرا طریق کعب بن عاصم سے ہے؛ ہم سے
بیان کیا محمد بن علی بن ميمون نے ان سے ابو ایوب سليمان بن عبيد الله نے ان سے مصعب بن
ابراهيم نے وہ سعید بن ابی عروبة سے وہ قتادہ سے وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ بے
شک نبی ﷺ فرمایا کرتے: بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت کو گمراہی پر اکٹھا ہو جانے سے محفوظ
فرمایا ہے؛ یہ حدیث حسن ہے اس کی اسناد میں مصعب بن ابراہیم منکر الحدیث کی وجہ سے بھی
ضعف ہے لیکن اسے پہلی حدیث سے تقویت پہنچی ہے۔

اگرچہ اس حدیث کی بعض اسناد میں ضعف ہے لیکن باہم دیگر شواہد کے اعتبار سے درجہ
ضعف سے خارج ہو کر درجہ حسن کو پہنچتی ہے جیسا کہ ملا علی القاری الہکی نے ذکر کیا ہے کہ بعض
علماء نے کہا ہے: هذا حديث حسن يحتاج اليه المسافرين: یہ حدیث حسن ہے اور
مسافر اس کے محتاج ہیں (مرقاۃ الصالح: ۳۵۲/۵) اختصار کی بناء پر ہم اسی پر اکتفاء کرتے ہیں۔
پھر البانی صاحب اس بات سے ناالا ہیں کہ محدثین نے یہ کیوں کہا ہے کہ ہم نے اس

حدیث کو عملاً تجربہ سے صحیح پایا ہے اور اس پر علامہ شوکانی کی تحریر کا حوالہ دیا جو کہ کسی دوسری حدیث
کے متعلق کہے گئے اس قسم اقوال کے بارے میں ہے کہ اسناد پر اعتماد کئے بغیر صرف تجربہ سے
حدیث کا صحیح ہونا ثابت نہیں ہوتا؛ شوکانی کہتے ہیں: وأقول السنة لا تثبت بمجرد
التجربة (تحفة الأکرین: ۲۱۵/۱) میں (شوکانی) کہتا ہوں کہ صرف تجربہ سے سنت ثابت نہیں
ہوتی۔ ہاں علامہ شوکانی کی یہ بات بالکل درست ہے مگر ہم پہلے ذکر کرتے ہیں کہ یہ حدیث صرف
تجربہ سے نہیں بلکہ اپنی اسناد کے اعتبار سے بھی ثابت ہے پھر اگر البانی صاحب کے لیے علامہ
شوکانی کا قول حجت ہے تو سنئے طائفہ نجد یہ کا یہ عقیدہ ہے کہ غیر اللہ سے استعانت یعنی مدد مانگنا
شرک ہے اور البانی صاحب بھی اسی کے قائل ہیں جیسا کہ اسی مذکورہ بالا حدیث کے تحت لکھتے ہیں
کہ جو امام نووی نے یہ کہا ہے کہ میں نے اور دیگر اکابر شیوخ نے اس حدیث کو تجربہ سے صحیح پایا ہے؛
میں (البانی) کہتا ہوں کہ عبادات تجربوں سے اخذ نہیں کی جاتی خصوصاً اس قسم حدیث سے جو کہ
امر غیبی کے بارے میں ہو تو جائز نہیں کہ ایسی حدیث کی تجربہ سے تصحیح کی جائے اور اس سے بعض
لوگوں کا یہ جواز پکڑنا کہ شہداء میں مردوں سے مدد مانگنا جائز ہے تو یہ تو شرک خالص ہے (سلسلہ
الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ: ۱۰۹/۲) پھر البانی صاحب اسی کتاب کے اگلے صفحہ پر اپنے طائفہ
نجدیہ کے عقیدہ کے گلے پر چھری پھیرتے ہوئے فرماتے ہیں: فهذا الحديث اذا صح يعين
أن المراد بقوله في الحديث الأول يا عباد الله انما هم الملائكة، الخ: یعنی جبکہ یہ
حدیث صحیح بھی ہو تو حدیث اول میں یا عباد اللہ سے مراد فرشتے ہیں اور یہ جائز نہیں کہ ان کے ساتھ
مسلمان جن و انس کو بھی ملا دیا جائے یعنی جنہیں لوگ اولیاء صالحین رجال الغیب کا نام دیتے ہیں
برابر ہے کہ وہ زندہ ہیں یا مردہ کیونکہ ان سے استغاثہ (مدد طلب کرنا) واضح شرک ہے کیونکہ اول تو
وہ سنتے ہی نہیں ہیں اور اگر سنتے بھی ہوں تو مدد کو پہنچنے کی طاقت نہیں رکھتے اور اس بارے میں بہت
ساری صریح آیات بھی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: وَالَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا
يَنبَغِي لَهُمْ أَنْ يَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَهُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَهُمْ
وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ: فاطر: ۱۳-۱۴ ترجمہ: اور

اس کے سوا جنہیں تم پوجتے ہو دانہ خرما کے چھلکے تک کے مالک نہیں (۱۳) تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار نہ سنیں اور بالفرض سن بھی لیں تو وہ تمہاری حاجت روانہ کر سکیں گے اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک سے منکر ہوں گے اور تجھے کوئی نہ بتائے گا اس بتانے والے کی طرح (۱۴)۔

الحمد للہ! نجدیوں کے فتویٰ کہ استغاثہ بغیر اللہ شرک ہے (شرح کتاب التوحید: ۱۷۹-۱۸۰) اسے البانی صاحب نے چور چور کر دیا اور کہا کہ حدیث کے الفاظ عباد اللہ سے مراد فرشتے ہیں اور ان سے مدد مانگنا جائز ہے کیونکہ حدیث کے مطابق وہ حاضر بھی ہیں مشکلات میں پکارنے سے مدد کرنے کی قدرت بھی رکھتے ہیں اور وہ غیر خدا بھی ہیں، رہا یہ کہ بقول البانی صاحب اس حدیث سے مسلمان جن و انس اس میں شامل نہیں تو آئیے طاغفہ نجدیہ والہانہ آپ نے جس علامہ شوکانی کو اپنے قول پر بطور حجت پیش کیا وہ اسی کتاب تحفۃ الزکریا میں اس حدیث کے تحت آپ کے لیے کیا ارشاد چھوڑ گئے اگر بصیرت نہیں تو کم از کم بصارت سے کام لے لیجئے، دیکھئے علامہ شوکانی عبد اللہ بن مسعود، عتبہ بن غزوہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت نقل کرنے اور اس پر بحث تحریر فرمانے کے بعد ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول حدیث کو ذکر فرما کر کیا فرماتے ہیں: قال فی مجموع الزوائد رجالہ ثقات وفی الحدیث دلیل علی جواز الاستعانة بمن لا یراهم الانسان من عباد الله من الملائكة وصالحي الجن وليس فی ذلك بأس کما یجوز للانسان أن يستعين ببني آدم اذا عثرت دابته أو انفلتت (۲۳۸/۱) امام پیشی نے مجمع الزوائد میں اس حدیث کے رجال کو صحیح کہا ہے اور اس حدیث میں ان لوگوں سے استعانت (مدد مانگنے) کے جواز پر دلیل ہے جو اللہ کے بندوں میں سے دکھائی نہیں دیتے خواہ وہ انسانوں میں سے ہوں یا فرشتوں میں سے یا نیک جنات میں سے اور اس میں کوئی حرج بھی نہیں جیسا کہ انسان بنی آدم سے مدد طلب کرتا ہے جبکہ اس کی سواری ٹھوکر کھا جائے یا چھوٹ کر بھاگ جائے۔

پھر البانی صاحب کا یہ کہنا کہ ان دونوں حدیثوں کے الفاظ عباد اللہ سے مراد وہ مخلوق ہے جو کہ بشر کے علاوہ ہے اور اس کی وجہ آگے چل کر یوں بیان کی: لا یسمعون الدعاء ولو سمعوا

لما استطاعوا الاستجابة: یعنی وہ کسی کی پکار کو سن نہیں سکتے اور اگر سن بھی لیں اس کے جواب کی طاقت نہیں رکھتے؛

جواب: شاید کہ البانی صاحب صحیح اور حسن مقبول و معمول احادیث کو ضعیف بنانے کی کوشش میں قرآنی آیات کو بھی ضعیف روایت سمجھنے لگے ہیں حالانکہ قرآن کریم میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں بڑے واضح طور پر اللہ تعالیٰ کا فرمان موجود ہے کہ جب انہوں نے چیونٹی کی گفتگو سنی: فتبسم ضاحکا من قولها (النمل: ۱۹) تو آپ اس کی گفتگو سن کر مسکرا دیئے۔ اس آیت کے تحت تفسیر جلالین میں ہے: وقد سمعه من ثلاثه أمیال: سلیمان علیہ السلام نے اس چیونٹی کی گفتگو کو تین میل کے فاصلے سے سنا۔ پھر امام قرطبی اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: وتبسم من قولها وهذا يدل دلالة واضحة أن النمل نطقا وقولا لكن لا یسمعه کل أحد بل من شاء الله تعالیٰ ممن خرق له العادة من نملی أو ولی: وتبسم من قولها قرآن کی اس آیت سے بڑی واضح دلیل ہے کہ چیونٹی بولنے کی طاقت رکھتی ہے اور گفتگو کرتی ہے لیکن ہر کوئی اسے سن نہیں سکتا بلکہ جس کے لیے اللہ تعالیٰ چاہے ان لوگوں میں سے جن کے لیے خرق العادة ہے یعنی نبی ہو یا ولی۔ یہاں تک تو بطلان قول البانی واضح ہوا کہ بعض اللہ کے بندے ایسے ہیں جو کہ دور دراز سے چیونٹیوں تک کی آواز سن سکتے ہیں تو کیا نبی اپنے امتی کی فریاد کو نہیں سن سکتا ہے؟ باقی رہا یہ کہ دور دراز سے نبی یا ولی کا کسی قسم کا تصرف کرنے کی طاقت رکھنا؟ تو ہم قرآن عظیم کے اس واقعہ کی طرف آتے ہیں کہ جس میں اللہ کے ایک ایسے ولی کا ذکر ہے جس کے پاس علم کتاب ہے اور وہ دور دراز سے عظیم تصرف پر قدرت بھی رکھتا ہے میری مراد حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر آصف بن برخیا سے ہے کہ جب سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کے تخت لانے کے بارے میں کہا تو ایک قوی جن نے کہا کہ میں کے آپ دربار کے برخاست ہونے سے قبل لاتا ہوں لیکن آپ نے فرمایا: ہمیں اس سے بھی جلدی مطلوب ہے تو ارشاد باری تعالیٰ ہے: وقال الذی عنده علم من الکتاب أنا أنزلک به قبل أن یرتد الیک طرفک (النمل: ۴۰) اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کر دوں گا ایک پل

مارنے سے پہلے پھر جب سلیمان نے اسے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا کہ یہ میرے رب کے فضل سے ہے۔ اب کہیے البانی صاحب آپ تو کہتے ہیں حدیث میں جن اور فرشتے مراد ہو سکتے ہیں بشر کے بس کی بات نہیں لیکن یہاں ایک بشر اللہ کے ولی نے قوی جنات کو مات دے دی۔

رہا البانی صاحب کا قرآن عظیم کی اس آیت: وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْعٍ اِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دَعَاءَكُمْ ۚ الْآیۃ: اور اس قسم دیگر آیات سے استشہاد تو آئیے دیکھتے ہیں کہ اس آیت کے بارے میں مفسرین کیا کہتے ہیں:

امام جلال الدین سیوطی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: وَالَّذِينَ تَدْعُونَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ اٰی غیروہم الأصنام (جلالین ۳۲۸/۱) اور جن کو تم پکارتے ہو یعنی عبادت کے طور پر اس کے سوا یعنی اللہ کے سوا اور وہ بت ہیں۔

ابن کثیر اس آیت کے تحت بیان کرتے ہیں: وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ اٰی من الأصنام (۵۵۲/۳): اور جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا یعنی بتوں میں سے۔ پھر ان تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دَعَاءَكُمْ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: یعنی الْاٰنْهَۃُ الَّتِی تَدْعُوْنَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا تَسْمَعُ دَعَاۡكُمْ لِأَنَّهُۥا جَبَدٌ لَا اَرْوَاحَ فِیْهَا (۵۵۲/۳): یعنی وہ خدا جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو وہ تمہاری پکار نہیں سن سکتے کیونکہ وہ جمادات ہیں ان میں ارواح ہے ہی نہیں۔

امام قرطبی اس آیت کی تفسیر یوں بیان کرتے ہیں: وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ یعنی الأصنام (۳۳۶/۱۴): اور اللہ کے سوا تم جن کی عبادت کرتے ہو یعنی بت۔ پھر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: اِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دَعَاۡكُمْ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اٰی اِنْ تَسْتَغِیْثُوْا بِهِمْ فِی النُّوَابِیْ لَا يَسْمَعُوْا دَعَاۡكُمْ لِأَنَّهُۥا جَبَدٌ لَا تَبْصِرُ وَلَا تَسْمَعُ: یعنی اگر تم ان بتوں سے مدد طلب کرو مشکلات میں تو وہ تمہاری پکار نہیں سن سکتے کیونکہ وہ جمادات ہیں ان کے لیے بصارت و سماعت نہیں۔

واضح ہوا کہ تَدْعُونَ سے مراد عبادت ہے یعنی معبود سمجھتے ہوئے پکارنا خواہ کسی نبی کو ہو یا

ولی کو یا کسی جن کو ہو یا فرشتے کو یا بت کو ہو یا کسی قبر والے کو سب شرک کے زمرہ میں آتا ہے اور اگر معبود حقیقی کی جانب سے ان کو اپنا معاون و مددگار جان کر پکارا جائے تو یہ قرآن کی اس آیت کے زمرہ میں آتا ہے: اِنَّمَا وَلِیْکُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۚ الْآیۃ (المائدہ: ۵۵) بے شک اللہ اور اس کا رسول اور مومنین (صالحین) تمہارے مددگار ہیں اور اس حدیث کے الفاظ یا عباد اللہ اَعِیْزُوْنِی: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ کے زمرہ میں بھی جو کہ عقیدہ توحید کے خلاف نہیں اور اگر اللہ کے بندوں کو مدد کے لیے پکارنا صرف عبادت یا شرک ہوتا جیسا کہ نجدیوں کا عقیدہ ہے تو پھر اس حدیث کو درست جان کر نقل کرنے والے اور اس پر عمل کرنے والے آج تک کے تمام ائمہ دین، مفسرین، محققین، محدثین اور صالحین سب کے سب مشرک ٹھہرے حالانکہ طائفہ نجدیہ کے اپنے لوگوں نے بھی اس حدیث کو نقل کیا اور قابل عمل سمجھا ہے لہذا ان میں سے چند ایک کی مثال پیش کرتے ہیں:

(طائفہ نجدیہ اپنے گھر کی خبر لیں)

نجدیوں کے شیخ الاسلام کے شیخ الاسلام یعنی ابن تیمیہ اپنی کتاب الکلم الطیب میں تحریر کرتے ہیں: فصل فی الدابة تنفلت: اس فصل میں بیان ہے کہ جب سواری کا جانور چھوٹ جائے تو کیا کیا جائے: پھر نقل کرتے ہیں: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کا جانور بیابان میں چھوٹ بھاگے تو تمہیں چاہیے کہ بلند آواز سے کہو یا عباد اللہ احسبوا یا عباد اللہ احسبوا: اے اللہ کے بندو! اے روکو، اللہ کے بندو! اے روکو: بے شک اللہ کے زمین میں موجود بندے اسے جلد ہی روک دیں گے۔ (الکلم الطیب ص ۱۰۹)

حافظ ابن قیم الجوزیہ الحنبلی اپنی کتاب الوابل الصیب میں کیا فرماتے ہیں: الفصل السابع والثلاثون فی الدابة اذا انفطت وما یذکر عند ذلک: سینتیسویں فصل اس سواری کے جانور کے بارے میں جو بدک بھاگے اور اس وقت کیا ذکر کیا جائے: تحریر فرماتے ہیں: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں: جب تم میں سے کسی کا

جانور بیابان زمین میں چھوٹ بھاگے تو تمہیں چاہیے کہ بلند آواز سے کہو: یا عباد اللہ احسبوا: اے اللہ کے بندو! روکو، کیونکہ اللہ عزوجل کا بندہ موجود ہے جو اسے جلد ہی روک دے گا۔ (ابواب الصیب: ۱۸۵)

علامہ شوکانی کی اس حدیث پر تحریر ہم ذکر کر چکے ہیں لیکن یہ یاد رہے کہ یہ وہی شوکانی ہیں جن کا ابن عبد الوہاب کے بارے میں تحریر شدہ مرثیہ نجدیوں نے بڑے اہتمام کے ساتھ ابن عبد الوہاب کے حالات زندگی پر لکھی گئی کتاب کے آخر میں شائع کیا ہے (کتاب الشیخ محمد بن عبد الوہاب عقیدتہ السلفیہ ودعوۃ الإصلاحیہ وثناء العلماء علیہ: ۶۰)، یہ تو علماء یہود کا طریقہ ہے کہ جو بات اپنے حق میں ہو اسے ظاہر کرو اور دوسری کو چھپاؤ؛ علامہ شوکانی نے بڑے واضح انداز میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے: وفي الحديث دليل على جواز الاستعانة بهن لا يراه الانسان من عباد الله، (تحتہ الذاکرین: ۲۳۸۱) یعنی اس حدیث میں اللہ کے بندوں میں سے ان انسانوں سے مدد طلب کرنے کے جواز پر دلیل ہے جو کہ دکھائی نہیں دیتے؛ جیسا کہ ہم پہلے ذکر آئے ہیں۔

(متن اور مفہوم کے اعتبار سے)

ویسے تو متن اور اس کے مفہوم کے اعتبار سے اس حدیث کی صحت کیسی ہے، اس پر شواہد گزر چکے لیکن آخر میں ایک ایسے امام کا مغل پیش نظر ہے کہ جس کے تقویٰ و پیمیزی گاری کا سارا عالم گواہ ہے اور طائفہ نجدیہ بھی برائے نام اپنے آپ کو انہیں کا پیروکار کہلاتا ہے، آئیے دیکھتے ہیں:

۹۱۲- حدثنا قال سمعت أبي يقول حججت خمس حجج منها ثنتين راكبا وثلاثة ماشيا أو ثنتين ماشيا وثلاثة راكبا فصللت الطريق في حجة وكنت ماشيا فجعلت أقول يا عبا دالله دلونا على الطريق فلم أزل أقول ذلك حتى وقعت الطريق أو كما قال أبي (مسائل الامام أحمد رولية لبند عبد الله: ۲۱۵) یعنی عبد اللہ بن امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے پانچ حج کئے ہیں دو سواری پر اور تین پیدل یا فرمایا: دو پیدل اور تین سواری پر

چنانچہ راستہ حج مجھ سے گم ہوا اور میں پیدل تھا تو میں نے یہ کہنا شروع کیا یا عبا! اللہ تعالیٰ طریق: اے اللہ کے بندو! مجھے راستہ دکھاؤ، میں اسی طرح کہتا رہا حتیٰ کہ گھج رات پہنچی گیا کہ انہوں نے فرمایا۔

کیسے اب کیا کہتے ہیں کیا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث پر عمل کر کے اس کی تصدیق فرمادی یا پھر وہ بھی شرک کا شکار ہو گئے؛ خدا کے لیے اس امت پر اللہ کے بندوں سے مدد طلب کرنے کے سبب شرک کا فتویٰ لگانے والو جوش کی بجائے ذرا ہوش سے کام لو اور اسے مسلمانوں تم بھی ذرا اپنے نبی ﷺ کا ارشاد گرامی خوب کان کھول کر سن لو اور کسی دھوکہ میں نہ پڑو: حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ان سے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان چیزوں میں سے جن کے مجھے تم (امت) پر خوف ہے ایک ایسا شخص ہے جو کہ قرآن پڑھے گا حتیٰ کہ جب اس کی رونق اس پر دکھائی دینے لگے گی اور اسلام کی نصرت کا لبادہ اوڑھے رہے گا جب تک اللہ چاہے گا پھر اس لبادہ سے نکل جائیگا اور اسے اپنی پیٹھ پیچھے بھینک کر تلوار لیے ہوئے اپنے پڑوسی پر چڑھ دوڑے گا اور اس پر شرک کا فتویٰ لگائے گا، حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ! ان دونوں میں سے شرک کا حق وار کون ہے شرک کا فتویٰ لگانے والا یا جس پر شرک کا فتویٰ لگایا جائیگا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا بلکہ شرک کا فتویٰ لگانے والا ہے؛ ابن کثیر نے اس حدیث کو ابویعلیٰ کے حوالہ سے سند آ کر لکھنے کے بعد کہا ہے: هذا اسناد جيد: اس حدیث کی اسناد جید ہیں (تفسیر ابن کثیر: ۶: ۲۶۶) اور بھی حدیث اور طریق سے حضرت معاذ بن جبل صحابی رسول ﷺ سے بھی مروی ہے۔

(کیا چودہ سو سال تاریخ میں امت مسلمہ کے اکابرین شرک کا شکار رہے)

اب آخر میں اس طرف آتے ہیں کہ اس طائفہ نجدیہ کے اس فتویٰ کے مطابق کہ غیر خدا سے مدد کا طلبگار ہونا حرام ہی نہیں بلکہ شرک ہے تو اس فتویٰ کا اطلاق کن کن اور کس کس زمانہ کے لوگوں پر ہوتا ہے، آئیے تاریخ کے آئینہ میں دیکھتے ہیں کہ وہ کون سی شخصیات ہیں جنہوں نے اس حدیث کو نقل کیا یا اس پر عمل کیا یا پھر اس پر عمل کرنے کی ترغیب دے کر اس فتویٰ کے اعتبار سے مشرک ٹھہرے۔

۱- ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی (۱۵۹ھ-۲۳۵ھ) نے اس حدیث پر عمل کی ترغیب دیتے ہوئے لکھا ہے: کیا کہے وہ آدمی جس کا سواری کا جانور یا اونٹ سفر میں بدک کر بھاگ جائے (مصنف ابن ابی شیبہ: ۱۰۳/۶)

۲- امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۶۳ھ-۲۴۱ھ) نے اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے سفر حج میں کہا: یا عباد اللہ دلونا جیسا کہ ان کے صاحبزادے بیان کرتے ہیں

(مسائل الامام احمد رویہ لہ عبد اللہ: ۲۵)

۳- امام حافظ ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق العسکری البزاز (المتوفی ۲۹۲ھ) نے اس حدیث کو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کر کے فرمایا: ہم نے اس کلام کو ان الفاظ کے ساتھ نبی ﷺ سے مروی نہیں جانا مگر اسی طریق اور اسی اسناد کے ساتھ (۱۸۱/۱)

۴- ابو یعلیٰ احمد بن علی بن المثنیٰ التمیمی الموصلی (۲۱۰ھ-۳۰۷ھ) نے اس حدیث کو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے (مسند ابی یعلیٰ: ۱۷۷/۹)

۵- ابو القاسم سلیمان بن احمد نخعی شامی طبرانی (۲۶۰ھ-۳۶۰ھ) نے اس حدیث کو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے (المعجم الکبیر: ۲۱۷/۱۰)

۶- ابو بکر احمد بن محمد الدینوری الشافعی المعروف ابن السنی (۲۸۵ھ-۳۶۳ھ) فرماتے ہیں: کیا کہے جب سواری کا جانور بدک بھاگے۔ (عمل الیوم والمالیہ: ۲۵۶/۱)

۷- ابو شجاع شیردیہ بن شہر دار الدیلمی الحمدانی (۳۳۵ھ-۵۰۹ھ) نے بھی عبد اللہ بن

مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے (الفردوس بما ثور الخطاب: ۳۳۰/۱)

۸- امام محی الدین نجفی بن شرف النووی شارح مسلم (۶۱۳ھ-۶۷۶ھ) نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اس پر بعض شیوخ کا تجربہ اور اپنا عمل تحریر فرمایا ہے (الدرر: ۱۱۵/۱)

۹- ابن تیمیہ (۶۶۱ھ-۷۲۸ھ) نجدیوں کے شیخ الاسلام نے بھی اسے نبی اکرم ﷺ سے منقول و عاؤں میں شمار کیا ہے اور لکھا ہے کہ سواری بدک بھاگنے کے وقت کیا دعا کی جائے (المجموع: ۱۰۹)

۱۱- شمس الدین سعد بن جریر الزریعی الدمشقی المعروف ابن قیم الجوزیہ حنبلی (۶۹۱ھ-۷۵۱ھ) نے بھی اس عمل کی ترغیب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ جب سواری کا جانور بدک جائے تو اس وقت میں کیا کہا جائے۔ (الذیل المصیب: ۱۸۵/۱)

۱۲- شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن مفضل مقدسی حنبلی (المتوفی ۷۶۳ھ) نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس پر عمل بھی نقل کیا ہے۔

(الآداب الشرعیہ: ۳۵۷/۱)

۱۳- الامام الحافظ شہاب الدین احمد المعروف ابن حجر عسقلانی (۷۷۳ھ-۸۵۲ھ) اس باب میں لکھتے ہیں کہ جب سواری کا جانور چھوٹ جائے تو اس کا مالک کیا کہے، پھر ابو یعلیٰ کی روایت کو نقل فرمایا (المطالب العالیہ: ۳۳۲/۱۳)

۱۴- علی بن ابی بکر التمیمی (المتوفی ۸۰۷ھ) نے لکھا ہے کہ جب سواری چھوٹ بھاگے یا کسی سے مدد کا ارادہ ہو یا کوئی چیز گم جائے تو کیا کہا جائے پھر صحابہ سے مروی تینوں احادیث کو ذکر کیا۔ (۱۳۲/۱۰)

۱۵- امام جلال الدین سیوطی (۸۴۹ھ-۹۱۱ھ) نے اسے ابن السنی وغیرہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ (جامع الاحادیث: ۱۷۷/۱)

۱۶- ملا علی بن سلطان محمد القاری السنی (المتوفی ۱۰۱۳ھ) نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد بعض ثقہ علماء کا ارشاد نقل کیا ہے جنہوں نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور مسالروں کو اس کی

ضرورت ہے اور کئی مشائخ اسی حدیث کے توسط سے حج کی فضیلت کو پہنچے۔

(مرقاۃ المفاتیح: ۳۵۲/۵)

۱۷- علامہ محمد بن علی بن محمد الشوکانی (۱۱۷۳ھ-۱۲۵۵ھ) نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ان بندوں سے مدد مانگنا جو دکھائی نہیں دیتے خواہ وہ انسانوں میں سے ہوں یا جنوں میں سے یا فرشتوں میں جائز ہے۔

(تحفۃ الذاکرین: ۲۳۸/۱)

میں امید کرتا ہوں کہ جو لوگ اہل اسلام پر صرف اس وجہ سے شرک کا فتویٰ لگائے ہوئے ہیں کہ وہ اللہ کے بندوں کو مصائب و شدائد میں مدد کے لیے پکارتے ہیں وہ اس تحریر سے ہدایت پکڑیں کیونکہ اگر یہ بات شرک ہو تو قرونِ اوٹی سے آج تک کے محدثین، مفسرین و محققین اجماعی طور پر اس شرک پر متفق رہے جو کہ ناممکن ہے والہدایۃ من اللہ۔

کتبہ فقیر محمد عمر و سنپوری

۱۳/ شوال ۱۴۳۲ھ